Part-1 

09-12-2017

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

مفتی منیب الرحمٰن

تحریک لبیک پاکستان کے قائدین علامہ خادم حسین رضوی اور علامہ پیر محمد افضل قادری اپنی دھرنا تحریک میں سرخرو ہوئے اور ایک باوقار معاہدے کے نتیجے میں دھرنا ختم کر کے واپس لاہور پہنچے، ان کا ہر جگہ پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ بادی النظر میں حکومت کی طرف سے معاہدے پر لفظاً و معناً من و عن عمل بھی ہو رہا ہے، یہ ایک اچھی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ خادم حسین رضوی اور ان کے رفقاء کو عزت دی ہے، اس پر انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا تشکّر و امتنان ہونا چاہیے اور لازم ہے کہ سجدۂ تشکر بجالائیں۔ عبدیت کی شان اور افتخار خالق تبارک و تعالیٰ کے حضور عجز و انکسار ہے، فارسی شاعر نے کہا ہے:

فروتن بود ہوشمند گزیں　　　　نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ترجمہ: ''دانا آدمی عاجزی کو اختیار کرتا ہے اور برگ و بار، پھولوں اور پھلوں سے لدی ہوئی شاخ زمین پر جھکی ہوتی ہے''، جبکہ اس کے برعکس موسمِ خزاں میں وہی شاخ جب بے فیض و بے لباس ہو جاتی ہے تو تنی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عاجزی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے سربلند فرماتا ہے، وہ اپنے دل میں اپنے آپ کو معمولی سمجھتا ہے، لیکن لوگوں کی نظروں میں وہ عظیم ہوتا ہے اور جو تکبر کرے، اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے، وہ اپنے دل میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی نظروں میں گرا دیتا ہے، (مسند الشہاب للقضاعی: 335)''۔ بعض اوقات مجاہدین جب فتح یاب ہو کر واپس لوٹتے تو جہاد میں شرکت سے محروم رہنے والوں پر ایک گونہ تفاخر محسوس کرتے، حدیث پاک میں ہے: ''مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں: حضرت سعد نے گمان کیا کہ انہیں دوسروں پر فضیلت حاصل ہے، نبی ﷺ نے (ان کی اس ذہنی کیفیت کو بھانپ کر) فرمایا: تمہیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو نصرت ملتی ہے اور جو رزق (میں کشادگی) عطا ہوتی ہے، وہ کمزوروں (کی دعاؤں) کی برکت سے ہوتی ہے، (صحیح البخاری: 2896)''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنی جان اور مال سے جہاد کرنے والے مجاہدین کو اللہ نے قاعدین (جہاد میں کسی عذر کے سبب پیچھے رہ جانے والوں) پر درجے میں فضیلت دی ہے، (النساء: 95)''۔ بعض مفسرین کرام نے فرمایا: قاعدین سے ہاتھ باندھ کر بیٹھنے والے مراد نہیں ہیں، بلکہ وہ ہیں جو اسکیمرز (منصوبہ ساز) ہوتے ہیں، فکری رہنمائی فراہم کرتے ہیں، انہیں وسائل فراہم کرتے ہیں، یعنی ذہنی، فکری اور مالی مدد کرتے ہیں۔

الغرض تحریک لبیک پاکستان کی اُٹھان الحمد للہ اچھی ہے، نہایت اُمید افزا ہے، لیکن سفر طویل ہے، منزل ابھی بعید ہے، انہیں فراست، تدبر، حکمت اور عاقبت اندیشی سے آگے بڑھنا ہوگا، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے کہا ہے:

بالائے سرش زہوشمندی   می تافت ستارۂ بلندی

ترجمہ: ''وہ دانائی سے سربلند ہے اوراس کا ستارہ عروج پر چمک رہا ہے''۔علامہ خادم حسین رضوی کو بلاشبہ یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ وہ اہلسنت وجماعت کو نہ صرف ڈرائنگ روم سے نکال کر پبلک میں لائے ہیں، انہوں نے ہمارے میلادالنبی ﷺ کے جلسوں اور دیگر روایتی مذہبی اجتماعات کو سیاسی شعور اجاگر کرنے کے لیے استعمال کیا، ورنہ یہ اجتماعات محض پیشہ ور واعظین ،نعت خواں حضرات اور میلاد انجمنوں کے کارپردازوں کے لیے روزگار کا ذریعہ بن کر رہ گئے تھے، ہم روایت شکنی اور ان مقدس مجالس کو رجحان ساز (Trendsetter) بنانے پر علامہ رضوی کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ بعض پیرانِ عظام کا اچانک ایک ہونا اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ انہیں بھی خطرے کا احساس ہوگیا ہے کہ مریدین پر ان کی گرفت کمزور پڑ سکتی ہے۔

ہمارا علامہ صاحب کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ اپنی چشم بصیرت وا رکھیں، بندگانِ اَغراض اور مالی وسائل سے عزتیں اور مناصب خریدنے والے افراد جب کسی تحریک یا شخصیت کو مائل بہ عروج دیکھتے ہیں تو خوشامد کو اپنا شعار بنالیتے ہیں، کہنیاں مار کر اور دھکے دے کر بے مایہ مگر انتہائی مخلص کارکنوں کو پیچھے دھکیلتے ہیں اور اگلی صفوں میں جگہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر کسی بھی انقلابی تحریک کا اصل سرمایہ اور اثاثہ وہ مخلص کارکن ہوتے ہیں، جو اپنے خونِ جگر اور شب وروز کی محنت سے تحریک کو جلا بخشتے ہیں ،اُس کی رگوں میں خون دوڑاتے ہیں، ہر سو چھائی ہوئی ظلمت کی گھنگھور گھٹاؤں کو امید کی شمع سے روشن کرتے ہیں اور یاس کو آس میں بدلتے ہیں۔تاجدار کائنات ﷺ کی انقلابی تحریک کا اثاثہ بھی ایسے ہی ضُعفاء اور بندگانِ بے مایہ تھے، جو ظاہری اسباب سے محروم تھے، مگر ایمان وایقان اور عزیمت واستقامت کی دولت سے مالا مال تھے، انہوں نے بے مثال قوت ایمانی کی بدولت اپنے ضُعف کو قوت میں بدل ڈالا، کفارِ مکہ ان کے برابر بیٹھنا اپنی توہین سمجھتے تھے، انہیں اپنے معاشرتی جاہ ومنصب (Status) پر ناز تھا اور رسول اللہ ﷺ سے فرمائش کرتے کہ اگر آپ ان مفلوک الحال لوگوں کو کچھ دیر کے لیے اپنے پاس سے ہٹادیں تو ہم آپ کی بات سن لیتے ہیں، اللہ عزوجل نے ان مرفہ الحال سردارانِ قریش کی اِس فرمائش کے جواب میں اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: (1) ''اور ان (مسکین مسلمانوں) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں درانحالیکہ وہ اسی کی رضا چاہتے ہیں، ان کا حساب بالکل آپ کے ذمے نہیں ہے اور آپ کا حساب سرِ مواُن کے ذمے نہیں ہے، پس اگر (بالفرض) آپ نے ان کو دور کردیا تو آپ غیر منصفوں سے ہوجائیں گے، (الانعام:52)''، (2) ''اور آپ اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ لازم رکھیں جو صبح اور شام اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے اُس کی عبادت کرتے ہیں اور اپنی آنکھیں اُن سے نہ ہٹائیں کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت کا ارادہ کرتے ہوں اور آپ اس شخص کا کہنا مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے، اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا، (الکہف:28)''۔

میں آج کل امریکہ میں ہوں اور مختلف ریاستوں میں مسلسل اَسفار میں رہتا ہوں، میں نے دھرنے کی کامیابی پر یہاں کے دوستوں کو پیش گوئی کی تھی کہ الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کی کمین گاہوں میں مورچہ زن ہمارے لبرل دانشوروں کو دینی وضع رکھنے والے ان اصحاب جبہ ودستار کی کامیابی آسانی سے ہضم نہیں ہوگی، وہ ریاست وحکومت کی ناکامی کا رونا روئیں گے، آئین وقانون کی دہائی دیں گے، شام غریباں منائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر علامہ پیر محمد افضل قادری اور علامہ ڈاکٹر آصف اشرف جلالی کی

چشمک نے اچانک رخ بدل ڈالا، شام غریباں شادیِ مرگ میں تبدیل ہونے لگی، مگر الحمدللہ! ان حضرات نے ابتدائی بے اعتدالی کے بعد ہوشمندی سے کام لیا، جوش پر ہوش غالب آگیا اور سیز فائر ہوگیا، یہ نہایت درست حکمت عملی تھی، امید ہے آئندہ بھی تدبر وفراست سے کام لیا جائے گا۔ ہماری خواہش اور دعا ہے کہ اہلسنت وجماعت کے تمام اکابر علماء ومشایخ کے درمیان باہمی اعتماد واحترام کا رشتہ قائم ہو، فرق مراتب کو ملحوظ رکھا جائے، جسے جدید دفتری اصطلاح میں (Hierarchy) کہتے ہیں۔ حالات نے علامہ خادم حسین رضوی کو تحریک کی سیادت وقیادت کا منصب تفویض کردیا ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا ہے، علامہ ڈاکٹر آصف اشرف جلالی بھی اسے تسلیم کرلیں تاکہ ایک ورکنگ ریلیشن یعنی عملی طریقۂ کار اور فیصلہ سازی اور اس پر عملدرآمد کے اصول وضوابط وضع ہوجائیں اور سب ایک قیادت اور ایک پرچم کے نیچے مصروف عمل ہوں، سب کی جملہ مساعی اور توانائیاں یکجا اور یکسو ہوں اور ایک دوسرے کو نشانہ بنانے کے بجائے مشترکہ ہدف پر نظر رکھیں، علامہ اقبال نے کہا ہے:

آملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک — بزمِ گل ہم نفَس بادِ صبا ہوجائے گی
آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش — اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی

ہم نے اپنی کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' میں لکھا ہے کہ مفتیانِ کرام کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں انتہائی حد تک احتیاط سے کام لیں، مزید یہ کہ لزوم کفر اور التزام کفر کے فرق کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں، نیز ایسے دقیق مسائل کے لیے ثقہ ومعتمد مفتیانِ کرام کی ایک جماعت ہونی چاہیے، ہر کس وناکس کو یہ اختیار دینا قاتل اور ڈاکو کے ہاتھ میں زہر آلود خنجر تھمادینے کے مترادف ہے۔ کوئی کلمۂ کفر اپنے مفہوم پر قطعی الدلالت ہو اور ایک فی صد بھی کسی صحیح تاویل وتوجیہ کا احتمال نہ رکھتا ہو تو اس کے بعد ہی ایسی حتمی رائے قائم کرنے پر غور کیا جاسکتا ہے، کسی ضعیف توجیہ کے ہوتے ہوئے بھی حکم صادر کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ علامہ ڈاکٹر آصف اشرف جلالی کی خدمت میں بصد ادب گزارش ہے کہ ''تَعدُّدِ اِلٰہ'' سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے مشابہت ہرگز مراد نہیں ہوتی ہے، بلکہ یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ قیادت وسیادت اور امارت کا تعدُّد قوموں، ملّتوں، تنظیموں اور جمعیتوں کے لیے فساد کا باعث ہوتا ہے اور قوت کو پارہ پارہ کردینا ہوتا ہے، تاریخ اسلام اور تاریخِ اُمم وملل اس پر شاہد عدل ہے۔

مزید یہ کہ کسی کے جسمانی نقص یا کمزوری کو ہدفِ طعن بنانا ہرگز جائز نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے معاملات ہیں، علامہ خادم حسین رضوی حادثے کا شکار ہوئے، ہم حادثے پر تاسّف کے اظہار کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اس نے انہیں حیاتِ نَو عطا کی اور شاید قدرت نے ان سے دین کا کام لینا تھا، قیادت وسیادت اور امارت کے لیے جسمانی صحت وسلامتی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نعمتِ بے بہا ہے، مگر قیادت کا اصل جوہر ایمان وایقان کی پختگی، دل کی مضبوطی وحوصلہ مندی، علمِ نافع، قلبِ خاشع، تقویٰ، ذہن رسا، فکر کی اصابت وراستی، اللہ پر توکل، عزیمت، استقامت، سعیِ پیہم اور جُہدِ مسلسل کا حامل ہونا ہے، جس کو اپنی ٹانگوں اور پٹھوں کی مضبوطی پر ناز ہو، وہ کسی اکھاڑے میں پہلوانی کا شوق پورا کرسکتے ہیں، علامہ اقبال نے کہا ہے:

(الف): یقیں محکم، عملِ پیہم، محبت فاتحِ عالم — جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
(ب): قہاری وغفاری وقدّوسی وجبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں
(ج): نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز — یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

(روزنامہ دنیا، 09، دسمبر 2017ء)